ٱلۡمُطَفِّفِينَ Al-Mutaffifin

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ

In the name of Allah, Most Gracious, Most Merciful

Name

It is derived from the very first verse; *Wayl-ul-lil mutaffifin*.

Period of Revelation

The style of the Surah and its subject matter clearly show that it was revealed in the earlier stage at Makkah, when Surah after Surah was being revealed to impress the doctrine of the Hereafter on the people’s minds. This Surah was revealed when they had started ridiculing the Muslims and disgracing them publicly in the streets and in their assemblies, but persecution and manhandling of the Muslims had not yet started. Some commentators regard

this as a Madani Surah. This misunderstanding has been caused by a tradition from Ibn Abbas according to which when the Prophet (peace be upon him) arrived in Al-Madinah, the evil of giving short weight and measure was widespread among the people there. Then Allah sent down *Wayl-ul-lil mutaffifin* and the people began to give full weight and measure. (Nasai, Ibn Majah, Ibn Marduyah, Ibn Jarir, Baihaqi: Shuab-il-Iman) But, as we have explained in the introduction to Surah Ad-Dahr, the common practice with the companions and their successors was that when they found that a verse applied to a certain matter of life, they would say that it had been sent down concerning that particular matter. Therefore, what is proved by the tradition of Ibn Abbas is that when after his emigration to Al-Madinah the Prophet (peace be upon him) saw that the evil was widespread among the people there, he recited this Surah before them by Allah's command and this helped them mend their ways.

Theme and Subject Matter

The theme of this Surah too is the Hereafter. In the first six verses the people have been taken to task for the prevalent evil practice in their commercial dealings. When they had to receive their due from others, they demanded that it be given in full, but when they had to measure or weigh for others, they would give less than what was due. Taking this one evil as an example out of countless evils prevalent in society, it has been said that it is an inevitable result of the heedlessness of the Hereafter. Unless the people realized that one day they would have to appear before God and

account for each single act they performed in the world, it was not possible that they would adopt piety and righteousness in their daily affairs. Even if a person might practice honesty in some of his less important dealings in view of "honesty is the best policy", he would never practice honesty on occasions when dishonesty would seem to be "the best policy". Man can develop true and enduring honesty only when he fears God and sincerely believes in the Hereafter, for then he would regard honesty not merely as a policy but as a duty and obligation, and his being constant in it, or otherwise, would not be dependent on its being useful or useless in the world.

Thus, after making explicit the relation between morality and the doctrine of the Hereafter in an effective and impressive way, in verses 7-17, it has been said: The deeds of the wicked are already being recorded in the black list of the culprits, and in the Hereafter they will meet with utter ruin. Then in verses 18-28, the best end of the virtuous has been described and it has been said that their deeds are being recorded in the list of the exalted people, on which are appointed the angels nearest to Allah.

In conclusion, the believers have been consoled, and the disbelievers warned, as if to say: The people who are disgracing and humiliating the believers today are culprits, who, on the Resurrection Day, will meet with a most evil end in consequence of their conduct, and these very believers will feel comforted when they see their fate.

نام

پہلی ہی آیت ویل للمطففین سے ماخوذ ہے۔

زمانۂ نزول

اس کے انداز بیان اور مضامین سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ مکۂ معظمہ کے ابتدائی دور میں نازل ہوئی ہے جب اہل مکہ کے ذہن میں آخرت کا عقیدہ بٹھانے کے لیے پے در پے سورتیں نازل ہو رہی تھیں، اور اس کا نزول اس زمانے میں ہوا ہے جب اہل مکہ نے سڑکوں پر، بازاروں میں اور مجلسوں میں مسلمانوں پر آوازے کسنے اور ان کی توہین وتذلیل کرنے کا سلسلہ شروع کر دیا تھا، مگر ظلم و ستم اور مارپیٹ کا دور ابھی شروع نہیں ہوا تھا۔ بعض مفسرین نے اس سورت کو مدنی قرار دیا ہے۔ اس غلط فہمی کی وجہ دراصل ابن عباس رضی اللہ عنہ کی یہ روایت ہے کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینے تشریف لائے تو یہاں کے لوگوں میں کم ناپنے اور تولنے کا کام مرض کی طرح پھیلا ہوا تھا۔ پھر اللہ تعالٰی نے ویل للمطففین نازل کی اور لوگ بہت اچھی طرح ناپنے تولنے لگے (نسائی، ابن ماجہ، ابن مردویہ، ابن جریر، بیہقی فی شعب الایمان) لیکن، جیسا کہ سورۂ دہر میں بیان کیا جا چکا ہے، صحابہ اور تابعین کا عام طریقہ یہ تھا کہ ایک آیت جس معاملے پر چپاں ہوتی ہے اس کے متعلق وہ یوں کہا کرتے تھے کہ یہ فلاں معاملے میں نازل ہوئی ہے۔ اس لیے ابن عباس کی روایت سے جو کچھ ثابت ہوتا ہے وہ صرف یہ ہے کہ جب ہجرت کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ کے لوگوں میں یہ بری عادت پھیلی ہوئی پائی تو اللہ تعالٰی کے حکم سے آپ نے یہ سورت ان کو سنائی اور اس سے ان کے معاملات درست ہو گئے۔

موضوع اور مضامین

اس کا موضوع بھی آخرت ہے۔

پہلی چھ آیتوں میں اس عام بے ایمانی پر گرفت کی گئی ہے جو کاروباری لوگوں میں بکثرت پھیلی ہوئی تھی کہ دوسروں سے لینا ہوتا تھا تو پورا ناپ کر اور تول کر لیتے تھے، مگر جب دوسروں کو دینا ہوتا تو ناپ تول میں ہر ایک کو کچھ نہ کچھ گھاٹا دیتے تھے۔ معاشرے کی بے شمار خرابیوں میں سے اس ایک خرابی کو، جس کی قباحت سے کوئی انکار نہ کر سکتا تھا، بطورِ مثال لے کر یہ بتایا گیا ہے کہ یہ آخرت سے غفلت کا لازمی نتیجہ ہے۔ جب تک لوگوں کو یہ احساس نہ ہو کہ ایک روز خدا کے سامنے پیش ہونا ہے اور کوڑی کوڑی کا حساب دینا ہے اس وقت

تک یہ ممکن ہی نہیں ہے کہ وہ اپنے معاملات میں کامل راست بازی اختیار کر سکیں۔ کوئی شخص دیانت داری کو "اچھی پالیسی" سمجھ کر بعض چھوٹے چھوٹے معاملات میں دیانت برت بھی لے تو ایسے مواقع پر وہ کبھی دیانت نہیں برت سکتا جہاں بے ایمانی ایک "مفید پالیسی ثابت ہوتی ہو۔ آدمی کے اندر سچی اور مستقل دیانت داری اگر پیدا ہو سکتی ہے تو صرف خدا کے خوف اور آخرت پر یقین ہی سے ہو سکتی ہے، کیونکہ اس صورت میں دیانت ایک "پالیسی" نہیں بلکہ "فریضہ" قرار پاتی ہے اور آدمی کے اس پر قائم رہنے یا نہ رہنے کا انحصار دنیا میں اس کے مفید یا غیر مفید ہونے پر نہیں رہتا۔

اس طرح اخلاق کے ساتھ عقیدۂ آخرت کا تعلق نہایت موثر اور دل نشین طریقہ سے واضح کرنے کے بعد آیت 7 سے 17 تک بتایا گیا ہے کہ بدکار لوگوں کے نامۂ اعمال پہلے ہی جرائم پیشہ لوگوں کے رجسٹر (black list) میں درج ہو رہے ہیں اور آخرت میں ان کو سخت تباہی سے دوچار ہونا ہے۔ پھر آیت 18 سے 28 تک نیک لوگوں کا بہترین انجام بیان کیا گیا ہے اور یہ بتایا گیا ہے کہ ان کے اعمال نامے بلند پایہ لوگوں کے رجسٹر میں درج ہو رہے ہیں جس پر مقرب فرشتے مامور ہیں۔

آخر میں اہل ایمان کو تسلی دی گئی ہے اور اس کے ساتھ کفار کو خبردار بھی کیا گیا ہے کہ آج جو لوگ ایمان لانے والوں کی تذلیل کر رہے ہیں، قیامت کے روز یہی مجرم لوگ اپنی اِس روش کا بہت برا انجام دیکھیں گے اور یہی ایمان لانے والے ان مجرموں کا برا انجام دیکھ کر اپنی آنکھیں ٹھنڈی کریں گے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ	اللہ کے نام سے جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے۔	In the name of Allah, Most Gracious, Most Merciful.
وَیۡلٌ لِّلۡمُطَفِّفِیۡنَ ۙ﴿۱﴾	خرابی ہے کمی کرنے والوں کے لئے (ناپ تول میں)۔ *1	1. Woe to those who give less (in weight and measure). *1

*1 In the original the word *mutaffifin* has been used, which is derived from *tatfif*, a word used for an inferior and base thing in Arabic. Terminologically, *tatfif* is used for giving short weight and short measure fraudulently, for the

person who acts thus while measuring or weighing, does not defraud another by any substantial amount, but skimps small amounts from what is due to every customer cleverly, and the poor customer does not know of what and of how much he is being deprived by the seller.

*1 اصل میں لفظ مُطَفِّفِیۡن استعمال کیا گیا ہے۔ جو تَطۡفِیۡف سے مشتق ہے عربی زبان میں چھوٹی اور حقیر چیز کے لیے بولتے ہیں اور تطفیف کا لفظ اصطلاحاً ناپ تول میں چوری چھپے کمی کرنے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے، کیونکہ یہ کام کرنے والا ناپ کر یا تول کر چیز دیتے ہوئے کوئی بڑی مقدار نہیں اڑاتا بلکہ ہاتھ کی صفائی دکھا کر ہر خریدار کے حصے میں سے تھوڑا تھوڑا اڑاتا رہتا ہے اور خریدار بیچارے کو کچھ پتہ نہیں چلتا کہ تاجر اُسے کیا اور کتنا گھاٹا دے گیا ہے۔

2. Those who when they take by measure from people, take in full.	وہ لوگ جب وہ ناپ کر لیں لوگوں سے تو پورا لیں۔	الَّذِيۡنَ اِذَا اكۡتَالُوۡا عَلَى النَّاسِ يَسۡتَوۡفُوۡنَ ۖ ﴿۲﴾
3. And when they give them by measure or weigh for them, they cause loss. *2	اور جب ناپ کر دیں انہیں یا تول کر دیں انہیں تو کم کر کے دیں۔ *2	وَاِذَا كَالُوۡهُمۡ اَوْ وَّزَنُوۡهُمۡ يُخۡسِرُوۡنَ ؕ ﴿۳﴾

*2 At several places in the Quran, giving of short measure and weight has been condemned and measuring fully and weighing rightly has been stressed. In Surah Al-Anaam, it has been enjoined: You should use a full measure and a just balance. We charge one only with that much responsibility that one can bear. (verse 152). In Surah Bani Israil, it has been said: Give full measure when you measure and weigh with even scales. (verse 35). In Surah Ar-Rehman, it has

been stressed: Do not upset the balance: weigh with equity and do not give short weight. (verses 8-9). The people of the Prophet Shuaib (peace be upon him) were punished for the reason that the evil of giving short measure and weight had become widespread among them and in spite of his counsel and advice they did not refrain from it.

*2 قرآن مجید میں جگہ جگہ ناپ تول میں کمی کرنے کی سخت مذمت اور صحیح ناپنے اور تولنے کی سخت تاکید کی گئی ہے ۔ سورہ انعام میں فرمایا "انصاف کے ساتھ پورا ناپو اور تولو، ہم کسی شخص کو اس کی مقدرت سے زیادہ کا مکلف نہیں ٹھیراتے" (آیت ۱۵۲)۔ سورہ بنی اسرائیل میں ارشاد ہوا" جب ناپو تو پورا ناپو اور صحیح ترازو سے تولو" (آیت ۲۵)۔ سورہ رحمان میں تاکید کی گئی کہ "تولنے میں زیادتی نہ کرو، ٹھیک ٹھیک انصاف کے ساتھ وزن کرو اور ترازو میں گھاٹا نہ دو" (آیات ۸۔۹)۔ قوم شعیب پر جس جرم کی وجہ سے عذاب نازل ہوا وہ یہی تھا کہ اُس کے اندر ناپ تول میں کمی کرنے کا مرض عام طور پر پھیلا ہوا تھا اور حضرت شعیب کی پے در پے نصیحتوں کے باوجود یہ قوم اِس جرم سے باز نہ آتی تھی۔

4. Do not they think that indeed they will be raised again.	کیا وہ نہیں خیال کرتے کہ بیشک وہ اٹھائے جانے والے ہیں۔	اَلَا يَظُنُّ اُولٰٓئِكَ اَنَّهُمْ مَّبْعُوْثُوْنَ ۙ﴿۴﴾
5. On a tremendous day. *3	ایک بہت بڑے دن میں۔ *3	لِيَوْمٍ عَظِيْمٍ ۙ﴿۵﴾

*3 A Great Day: the Day of Resurrection when all men and jinn will be called to account together in the divine court and decisions of vital importance will be made pertaining to rewards and punishments.

*3 روز قیامت کو بڑا دن اس بنا پر کہا گیا ہے کہ اس میں تمام انسانوں اور جنوں کا حساب خدا کی عدالت میں بیک وقت لیا جائے گا اور عذاب وثواب کے اہم ترین فیصلے کیے جائیں گے۔

6. The Day when	جس دن لوگ کھڑے ہوں گے	يَّوْمَ يَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ

mankind shall stand before the Lord of the worlds.	رب العالمین کے سامنے ۔	الْعٰلَمِيْنَ ۝٦
7. Nay, indeed, *4 the record of the wicked is in sijjeen. *5	ہر گز نہیں *4 ۔ بیشک اعمال نامہ بدکاروں کا سجین میں ہے۔ *5	كَلَّآ اِنَّ كِتٰبَ الْفُجَّارِ لَفِيْ سِجِّيْنٍ ۝٧

*4 That is, these people are wrong in thinking that they will be let off without being called to account when they have committed such and such crimes in the world.

*4 یعنی اِن لوگوں کا یہ گمان غلط ہے کہ دنیا میں اِن جرائم کا ارتکاب کرنے کے بعد یہ یونہی چھوٹ جائیں گے اور کبھی اِن کو اپنے خدا کے سامنے جواب دہی کے لیے حاضر نہ ہونا پڑے گا۔

*5 The word *sijjin* in the original is derived from *sijn* (a prison) and the explanation of it that follows shows that it implies the general register in which the actions and deeds of the people worthy of punishment are being recorded.

*5 اصل میں لفظ سِجّیْن استعمال ہوا ہے جو سِجْن (جیل قید خانے) سے ماخوذ ہے اور آگے اُس کو جو تشریح کی گئ ہے اس سے معلوم ہوجاتا ہے کہ اس سے مراد وہ رجسٹر ہے جس میں سزا کے مستحق لوگوں کے اعمال نامے میں درج کیے جا رہے ہیں۔

8. And what do you know what is sijjeen.	اور کیا تم جانتے ہو کہ کیا ہے سجین ۔	وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا سِجِّيْنٌ ۝٨
9. A record, inscribed.	ایک دفتر لکھا ہوا ۔	كِتٰبٌ مَّرْقُوْمٌ ۝٩
10. Woe that Day to the deniers.	خرابی ہے اسدن جھٹلانے والوں کی	وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ۝١٠

11. Those who deny the Day of Recompense.	وہ لوگ جو جھٹلاتے ہیں جزاء و سزا کے دن کو۔	الَّذِيۡنَ يُكَذِّبُوۡنَ بِيَوۡمِ الدِّيۡنِؕ ﴿۱۱﴾
12. And none denies it except every transgressor sinful.	اور نہیں جھٹلاتا اس کو مگر ہر وہی حد سے گذر جانے والا گنہگار۔	وَمَا يُكَذِّبُ بِهٖۤ اِلَّا كُلُّ مُعۡتَدٍ اَثِيۡمٍۙ ﴿۱۲﴾
13. When are recited to him Our verses, *6 he says: "Tales of the ancient peoples."	جب سنائی جاتی ہیں اسکو ہماری آیتیں *6 کہتا ہے افسانے ہیں پہلے لوگوں کے۔	اِذَا تُتۡلٰى عَلَيۡهِ اٰيٰتُنَا قَالَ اَسَاطِيۡرُ الۡاَوَّلِيۡنَؕ ﴿۱۳﴾

*6 Our verses: Those verses in which news of the Day of Recompense has been given.

*6 یعنی وہ آیات جن میں روزِ جزا کی خبر دی گئی ہے۔

14. Nay, but there is rust upon their hearts of that which they were earning. *7	ہرگز نہیں۔ بلکہ زنگ ہے انکے دلوں پر اسکا جو وہ کماتے رہے ہیں۔ *7	كَلَّا بَلۡ رَانَ عَلٰى قُلُوۡبِهِمۡ مَّا كَانُوۡا يَكۡسِبُوۡنَ ﴿۱۴﴾

*7 That is, they have no good reason for regarding the meting out of rewards and punishments as unreal. What has made them say is this: Is it that their hearts have become rusty because of their sins; therefore, a thing which is thoroughly reasonable appears unreal and unreasonable to them. The explanation of this rust as given by the Prophet (peace be upon him) is as follows: When a servant commits a sin, it marks a black stain on his heart. If he

offers repentance, the stain is washed off, but if he persists in wrongdoing, it spreads over the entire heart. (Musnad Ahmad, Tirmidhi, Nasai, Ibn Majah, Ibn Jarir, Hakim, Ibn Abi Hatim, Ibn Hibban and others).

*7 یعنی جزا وسزا کو افسانہ قرار دینے کی کوئی معقول وجہ نہیں ہے، لیکن جس وجہ سے یہ لوگ اسے افسانہ کہتے ہیں وہ یہ ہے کہ جن گناہوں کا یہ ارتکاب کرتے رہے ہیں ان کا زنگ اِن کے دلوں پر پوری طرح چڑھ گیا ہے اس لیے جو بات سراسر معقول ہے وہ اِن کو افسانہ نظر آتی ہے۔ اِس زنگ کی تشریح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں فرمائی ہے کہ بندہ جب کوئی گناہ کرتا ہے تو اُس کے دل پر ایک سیاہ نقطہ لگ جاتا ہے۔ اگر وہ توبہ کر لے تو وہ نقطہ صاف ہو جاتا ہے، لیکن اگر وہ گناہوں کا ارتکاب کرتا ہی چلا جائے تو پورے دل پر وہ چھا جاتا ہے (مسند احمد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، ابن جریر، حاکم، ابن ابی حاتم، ابن حبان وغیرہ)۔

15. Nay, indeed, from their Lord on that Day, they shall be debarred. *8	ہرگز نہیں۔ بیشک اپنے رب سے اس دن وہ روک دیے جائیں گے۔ *8	كَلَّآ اِنَّهُمْ عَنْ رَّبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّمَحْجُوْبُوْنَ ﴿١٥﴾

*8 That is, these people will remain deprived of the vision of Allah with which the righteous will be blessed. (For further explanation, see E.N. 17 of Surah Al -Qiyamah).

*8 یعنی دیدارِ الٰہی کا جو شرف نیک لوگوں کو نصیب ہو گا اس سے یہ لوگ محروم رہیں گے (مزید تشریح کے لیے ملاحظہ ہو تفہیم القرآن، جلد ششم، القیامہ، حاشیہ ۱۷)۔

16. Then surely they shall enter the Hellfire.	پھر بیشک وہ داخل ہونگے جہنم میں۔	ثُمَّ اِنَّهُمْ لَصَالُوا الْجَحِيْمِ ﴿١٦﴾
17. Then it will be said: "This is	پھر کہا جائے گا یہ وہی ہے تم جسکو	ثُمَّ يُقَالُ هٰذَا الَّذِىْ كُنْتُمْ

that you used to deny of.” *9	جھٹلاتے تھے۔ *9	بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ ؕ ﴿١٧﴾

*9 That is, they are wrong in thinking that there is going to be no meting out of rewards and punishments.

*9 یعنی اِن لوگوں کا یہ خیال غلط ہے کہ کوئی جزا و سزا واقع ہونے والی نہیں ہے۔

18. Nay, indeed, the record of the righteous is in illiyeen.	ہرگز نہیں۔ بیشک اعمال نامہ نیکوکاروں کا علیین میں ہے۔	كَلَّاۤ اِنَّ كِتٰبَ الْاَبْرَارِ لَفِيْ عِلِّيِّيْنَ ؕ ﴿١٨﴾
19. And what do you know what is illiyuun.	اور کیا تم جانتے ہو کہ کیا ہے علییون۔	وَمَاۤ اَدْرٰىكَ مَا عِلِّيُّوْنَ ؕ ﴿١٩﴾
20. A record, inscribed.	ایک دفتر لکھا ہوا۔	كِتٰبٌ مَّرْقُوْمٌ ۙ ﴿٢٠﴾
21. To which bear witness, those nearest.	شہادت دیتے ہیں جسکی مقرّبین۔	يَّشْهَدُهُ الْمُقَرَّبُوْنَ ؕ ﴿٢١﴾
22. Indeed, the righteous shall be in delight.	بیشک نیکو کار ہوں گے نعمتوں میں۔	اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِيْ نَعِيْمٍ ۙ ﴿٢٢﴾
23. On high couches they shall be looking.	بلند مسندوں پر۔ دیکھ رہے ہوں گے۔	عَلَى الْاَرَآئِكِ يَنْظُرُوْنَ ۙ ﴿٢٣﴾
24. You shall recognize in their faces the radiance of delight.	تم پہچان لوگے ان کے چہروں پر تازگی نعمت کی۔	تَعْرِفُ فِيْ وُجُوْهِهِمْ نَضْرَةَ النَّعِيْمِ ۚ ﴿٢٤﴾

25. They shall be given to drink of a pure wine, sealed.	ان کو پلائی جائے گی شراب خالص سربمہر۔	يُسْقَوْنَ مِنْ رَّحِيْقٍ مَّخْتُوْمٍ ۙ ﴿۲۵﴾
26. Whose seal is musk.*10 And for this let them strive, those who want to strive.	جسکی مہر ہوگی مشک کی*10 ۔ اور اسی کی رغبت کریں رغبت کرنے والے ۔	خِتٰمُهٗ مِسْكٌ ؕ وَ فِيْ ذٰلِكَ فَلْيَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُوْنَ ؕ ﴿۲۶﴾

*10 One meaning of the words *khtamu-hu-misk* is that the vessels containing the wine will carry the seal of musk instead of clay or wax. Accordingly the verse means: This will be the choicest kind of wine, which will be superior to the wine flowing in the canals, and it will be served by the attendants of Paradise in vessels sealed with musk to the dwellers of Paradise. Another meaning can also be: When that wine will pass down the throat, its final effect will be of the flavor of musk. This state is contrary to the wines of the world which give out an offensive smell as soon as the bottle opens and one feels its horrid smell even while drinking and also when it passes down the throat.

*10 اصل الفاظ ہیں خِتٰمُهٗ مِسْكٌ ۔ اس کا ایک مفہوم تو یہ ہے کہ جن برتنوں میں وہ شراب رکھی ہوگی اُن پر مٹی یا موم کے بجائے مشک کی مہر ہوگی ۔ اس مفہوم کے لحاظ سے آیت کا مطلب یہ ہے کہ یہ شراب کی ایک نفیس ترین قسم ہوگی جو نہروں میں بہنے والی شراب سے اشرف و اعلیٰ ہوگی اور اسے جنت کے خدام مشک کی مہر لگے ہوئے برتنوں میں لا کر اہل جنت کو پلائیں گے ۔ دوسرا مفہوم یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ شراب جب پینے والوں کے حلق سے اترے گی تو آخر میں اُن کو مشک کی خوشبو محسوس ہوگی ۔ یہ کیفیت دنیا کی شرابوں کے بالکل برعکس ہے جن کی بوتل کھلتے ہی بو کا ایک بھپکا ناک میں آتا ہے، پیتے ہوئے بھی ان کی

بدبو محسوس ہوتی ہے، اور حلق سے جب وہ اترتی ہے تو دماغ تک اس کی سڑاند پہنچ جاتی ہے جس کی وجہ سے بدمزگی کے آثار ان کے چہرے پر ظاہر ہوتے ہیں۔

27. And that is the mixture of Tasneem. *11	اور اس میں آمیزش ہوگی تسنیم کی۔ *11	وَمِزَاجُهٗ مِنۡ تَسۡنِيۡمٍۙ ﴿۲۷﴾

*11 *Tasneem* means height. Thus, *Tasnim* will be a fountain flowing down from a height.

*11 تسنیم کے معنی بلندی کے ہیں، اور کسی چشمے کو تسنیم کہنے کا مطلب یہ ہے کہ وہ بلندی سے بہتا ہوا نیچے آرہا ہو۔

28. A spring, from whereof shall drink, those nearest (to Allah).	ایک چشمہ ہے پئیں گے جس میں سے مقرّب (اللہ کے)۔	عَيۡنًا يَّشۡرَبُ بِهَا الۡمُقَرَّبُوۡنَؕ ﴿۲۸﴾
29. Indeed, those who committed crimes, they had been doing, at those who believed, laughing.	بیشک وہ لوگ جنہوں نے جرم کئے وہ کیا کرتے تھے اُن لوگوں پر جو ایمان لائے ہنسی۔	اِنَّ الَّذِيۡنَ اَجۡرَمُوۡا كَانُوۡا مِنَ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا يَضۡحَكُوۡنَۖ ﴿۲۹﴾
30. And when they passed by them, they would wink at one another.	اور جب گذرتے انکے پاس سے تو نظروں سے اشارے کرتے تھے۔	وَاِذَا مَرُّوۡا بِهِمۡ يَتَغَامَزُوۡنَۖ ﴿۳۰﴾
31. And when they returned to their folks, they returned jesting. *12	اور جب لوٹتے تھے اپنے گھر والوں کیطرف تو لوٹتے تھے اتراتے ہوئے۔ *12	وَاِذَا انْقَلَبُوۡۤا اِلٰٓى اَهۡلِهِمُ انْقَلَبُوۡا فَكِهِيۡنَۖ ﴿۳۱﴾

*12 That is, they returned home rejoicing, thinking that they had made fun of such and such a Muslim, had passed evil remarks against him and subjected him to ridicule among the people.

*12یعنی یہ سوچتے ہوئے پلٹتے تھے کہ آج تو مزا آگیا، میں نے فلاں مسلمان کا مذاق اُڑا کر اور اس پر آوازے اور پھبتیاں کس کر خوب لطف اٹھایا اور لوگوں میں بھی اس کی اچھی گت بنی۔

32. And when they saw them, they would say: Surely, these are those gone astray. *13	اور جب ان کو دیکھتے تو کہتے تھے بیشک یہ لوگ ہیں جو گمراہ ہو گئے۔ *13	وَاِذَا رَاَوۡهُمۡ قَالُوۡۤا اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ لَضَآلُّوۡنَۙ ﴿۳۲﴾

*13 That is, they have lost their reason. They have deprived themselves of the gains and enjoyments of the world and have experienced dangers and undergone hardships only for the reason that Muhammad (peace be upon him) has deluded them with the Hereafter, Heaven and Hell. They are giving up whatever is present here on the false hope that the promise of some Paradise has been held out to them after death, and they are enduring the hardships in the present life only for the reason that they have been threatened with some Hell in the next world.

*13یعنی اِن کی عقل ماری گئی ہے، اپنے آپ کو دنیا کے فائدوں اور لذتوں سے صرف اس لیے محروم کر لیا ہے اور ہر طرح کے خطرات اور مصائب صرف اس لیے مول لے لیے ہیں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے انہیں آخرت اور جنت اور دوزخ کے چکر میں ڈال دیا ہے۔ جو کچھ حاضر ہے اسے اس موہوم امید پر چھوڑ رہے ہیں کہ موت کے بعد کسی جنت کے ملنے کا ان سے وعدہ کیا گیا ہے، اور جو تکلیفیں آج پہنچ رہی ہیں انہیں اس خیالِ خام کی بنا پر جھیل رہے ہیں کہ دوسری دنیا میں کوئی جہنم ہوگی جس کے عذاب سے انہیں

ڈرایا گیا ہے۔

وَمَآ اُرۡسِلُوۡا عَلَيۡهِمۡ حٰفِظِيۡنَ ؕ ﴿۳۳﴾	اور وہ نہیں بھیجے گئے تھے ان پر نگراں بنا کر۔ *14	33. And they had not been sent over them as guardians. *14

*14 In this brief sentence the mockers and jesters have been given an instructive warning to the effect: Even if what the Muslims have believed in, is false, they are not harming you at all. They regard something as true, and are accordingly adopting a certain moral attitude for themselves, for their own good. Allah has not appointed you to be keepers over them so that you may be free to criticize and persecute those who are not harming you in any way.

*14 اس مختصر سے فقرے میں ان مذاق اڑانے والوں کو بڑی سبق آموز تنبیہ کی گئی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ بالفرض وہ سب کچھ غلط ہے جس پر مسلمان ایمان لائے ہیں لیکن وہ تمہارا تو کچھ نہیں بگاڑ رہے ہیں۔ جس چیز کو انہوں نے حق سمجھا ہے اس کے مطابق وہ اپنی جگہ خود ہی ایک خاص اخلاقی رویہ اختیار کر رہے ہیں۔ اب کیا خدا نے تمہیں کوئی فوجدار بنا کر بھیجا ہے کہ جو تمہیں نہیں چھیڑ رہا ہے اس کو تم چھیڑو، اور جو تمہیں کوئی تکلیف نہیں دے رہا ہے اسے تم خواہ مخواہ تکلیف دو؟

فَالۡيَوۡمَ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا مِنَ الۡكُفَّارِ يَضۡحَكُوۡنَ ۙ ﴿۳۴﴾	تو آج وہ لوگ جو ایمان لائے تھے کافروں پر ہنس رہے ہیں۔	34. So today those who believed are laughing at the disbelievers.
عَلَى الۡاَرَآئِكِ ۙ يَنۡظُرُوۡنَ ؕ ﴿۳۵﴾	بلند مسندوں پر۔ دیکھ رہے ہوں گے۔	35. On high couches, they shall be looking.
هَلۡ ثُوِّبَ الۡكُفَّارُ مَا كَانُوۡا	کیا پورا بدلہ مل گیا کافروں کو اسکا	36. Have duly been

recompensed the disbelievers for what they used to do. *15	جو یہ کرتے تھے ۔ *15	يَفْعَلُوْنَ ﴿٣٦﴾

*15 There is a subtle satire in this sentence. In the world, the disbelievers used to persecute the believers, thinking it was an act of virtue. In the Hereafter, the believers will be enjoying life in Paradise, and watching the disbelievers being punished in Hell. They will say to themselves: What a reward they have earned for their acts of virtue.

*15اس فقرے میں ایک لطیف طنز ہے ۔ چونکہ وہ کفار کارِ ثواب سمجھ کر مومنوں کو تنگ کرتے تھے، اس لیے فرمایا گیاکہ آخرت میں مومن جنت میں مزے سے بیٹھے ہوئے جہنم میں جلنے والے ان کافروں کا حال دیکھیں گے اوراپنے دلوں میں کہیں گے کہ خوب ثواب انہیں ان کے اعمال کا مل گیا۔